تحقیقی مجلہ تصدیق
جلد ۰۲ شمارہ ۰۵، ۲۰۲۳

Article

A Critical Analysis of Dr. Riaz Majeed's Book "Naatiya Debachey"

نعتیہ دیباچے (ڈاکٹر ریاض مجید) کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Muhammad Iqbal*[1], Dr. Hameed Ulft [2]
[1] PhD. Scholar, Qurtba Univeristy of Science and Information Technology, Dera Ismail Khan
[2] Assistant Professor, Qurtba Univeristy of Science and Information Technology, Dera Ismail Khan
*Correspondence: superiorschoolphp@gmail.com

[1] محمد اقبال، ڈاکٹر حمید الفت [2]

[1] پی ایچ ڈی اسکالر، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، [2] اسسٹنٹ پروفیسر، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی

ABSTRACT: This article juxtaposes the Subjective and Objective analysis of Dr. Riaz Majeed's Natia Prefaces. It makes a powerful quest to discover to what extent the writer has been successful in evaluating the subjectivity of the various Na'at books ranging from a wide source. The style of expression has been also discussed as well as the approach of the critique which is utilized within this context. His Na'atia Prefaces are well enough to explain the salient features of the Na'at Poets and the aesthetical aspects of prose are also enumerated in this article. This article is a key attempt to explore the novel persuasiveness and cogency within the pretext of sensuousness, used in his poetry on various subject aspects of Natia Prefaces.

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
DOI:https://doi.org/10.56276/b15hgd64
Received:07-12-2023
Accepted:23-12-2023
Online:28-12-2023

Copyright: © 2023 by the authors.

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

KEYWORDS:, Innovative Style, Thoughts, Multi-dimensional, Realm of Poetry, Naat, Naatia Debachey, Riaz Majeed

ڈاکٹر ریاض مجید جدید اردو ادب کے عصری منظر نامے کا ایک معتبر حوالہ ہیں اور مختلف الجہات شخصیت ہیں کیونکہ ان کی اقلیمِ سخن محض غزل تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ دیگر اصناف صنف شعر اور تحقیق و تنقید اور تقدیسی ادب پر اس کا کینوس پھیلا ہوا ہے۔ یہ ڈاکٹر ریاض مجید ہی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اردو نعت گوئی کی روایت پر اولین تحقیقی و تنقیدی کارنامہ سر انجام دیا۔ اسی سلسلے ایک کڑی ان کا نعتیہ دیباچوں کے حوالے سے شائع ہونے والا وہ مجموعہ ہے جو "نعتیہ دیباچے" کے عنوان سے طبع ہوا۔ اس مجموعے میں نعتیہ مضامین سمیت کُل اکسٹھ دیباچے شامل ہیں، جن میں خورشید رضوی کا مجموعہ نسبتیں'، 'توصیف تبسم کا "سلسبیل"، ع س مسلم کا "اسمائے رسولِ مقبولؐ"، ریاض حسین چودھری کا "دبستانِ نو"، سید شاکر القادری کا "چراغ"، تابش الوری کا "جگمگ جگمگ"، اکرم باجوہ کا "قلم سے روشنی پھوٹے"، شاہدہ لطیف کا "نگاہِ مصطفےٰ"، نورین طلعت عروبہ کا "زہے مقدر"، اختر سدیدی کا "عطائے شہہِ کوثر"، حکیم شریف احسن کا "عبدہٗ ورسولہٗ"، بشریٰ فرخ کا "ورَفعنا لکَ ذِکرک"، پروین سجل کا "آپؐ"، ریاض احمد پرواز کا "بفیضِ کلامِ غالب"، بشیر رزمی کا "رحمت سرِ رحمت"، سید نور الحسن نور کا "ثنا کی نکہتیں"، صاحبزادہ سید نور الحسن نور کا "آبشارِ نور"، لالہ صحرائی کا "کلیات" اشفاق احمد غوری کا "صراطِ خالد"، اسلم فیضی کا "باغِ تولّا"، انجم تابانی کا "خلدِ طیبہ"، اخلاق گیلانی کا "طیبہ لے چلو"، اعجاز فیروز اعجاز کا "معجزہ معجزات سے پہلے"، غلام فرید نقشبندی (مریدِ اقبال) کا "سدرہ سے آگے "فوزیہ انجم کا "فیض یاب"، زبیدہ حئی کا "حرفِ عقیدت"، شمائلہ صدف عزیزی کا "موجِ کرم"، سید عبد اللہ شاہ مظہر کا "ذکرِ خیر الانامؐ"، سید خواجہ قطب الدین فرید کا "دستِ طلب" علی رضا کا "توصیفِ پیمبر" محمد نواز ایمن کا "برلبِ حسنِ ازل"، سید محمد ضیا محی الدین گیلانی کا "خیالِ طیبہ"، خالد شبیر کا "حرف حرف بندگی" مقصود علی شاہ کا مطافِ حرف"، عامر سلیم بیتاب کا "صلِ وسلم"، خورشید بیگ میلسوی کا "محرابِ نعت"، سعید احمد کا "نشاطِ فکر"، امین ساجد کا "شاہ ہست حسینؓ"، اسلم فیضی کا "صحابِ رحمت"، عارف رضا کا "ردا کی خوشبو"، خلیق قریشی کا "برگِ سدرہ"، محمد افضل خاکسار کا "نوید بخش"، واجد امیر کا "پہلا مرحلۂ شوق"، نازش قادری کا "سخن سخن خوشبو"، حافظ مظہر الدین کا "نعت گوئی کا رنگِ دگر" ابو الامتیاز ع س مسلم کا "زبورِ نعت" اشفاق ہمذانی کا "طرحی نعتیہ مشاعرہ"، نصیر احمر کا "مینارۂ رنگ و نور"، ابو الامتیاز ع س مسلم کا "کاروانِ حرم"، شاہد کوثری کا "ہالۂ رحمت" "صبیح رحمانی کا" نعت نامے" اور محبوب سرمد کا "اکھر اکھر حمد اں" شاملِ مطالعہ کیے گئے ہیں۔ ان تمام نعتیہ مجموعوں کے دیباچے ڈاکٹر ریاض مجید نے لکھے ہیں اور بعد ازاں انھیں کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ ان نعتیہ مجموعوں پر ڈاکٹر ریاض مجید نے بڑے ایجاز و اختصار کے ساتھ قلم فرسائی کی ہے۔

متذکرہ بالا نعتیہ دیباچوں کے علاوہ چند مضامین بھی شاملِ مطالعہ کیے گئے ہیں جو معاصر نعت گو شعرا کے فنِ نعت گوئی پر خاطر خواہ روشنی ڈالتے ہیں۔ انتقادی مباحث مجلہ شبدوں کے آئینے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے انتہائی دقتِ نظر کے ساتھ تحقیقی انداز میں لکھا ہے اور نعت گوئی کے جس پہلو پر بھی قلم اٹھایا ہے تو پوری ذمہ داری کے ساتھ اس کو نبھایا ہے۔ تحقیقی موضوع میں بہرِ تسہیلِ تفہیم ذیل میں ترتیب وار طریقے سے ڈاکٹر ریاض مجید کے "نعتیہ دیباچے" میں شامل نعتیہ مجموعہ جات کا تعارف پیش کیا جاتا

ہے۔ پہلا دیباچہ خورشید رضوی کے مجموعۂ نعت ''نسبتیں'' پر لکھا ہے۔ خورشید رضوی کا نام بلاشبہ معاصر ادبی منظر نامے میں نہایت معتبر ہے۔ وہ بہ یک وقت ماہرِ لسانیات، محقق اور شاعر ہیں۔ ادبی معاصر نامے پر ایک نظر ڈالی جائے تو ان کا نام نہایت معتبر محقق اور علمی و ادبی شخصیت کے طور پر ذہن میں ابھرتا ہے۔ عربی زبان و ادب پر انھیں کامل دسترس حاصل ہے۔ مصر کی جامعہ ازہر سے لے کر عراق اور اردن و لبنان میں بھی آج کی جگہ عربی علوم پر دسترس کو حیرت و استعجاب کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ''نسبتیں'' کا دیباچہ فنی و فکری اعتبار سے انتہائی متمول ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ دیباچہ نگار نے نہ صرف خورشید رضوی کی شخصیت کے حوالے سے اپنی علمی متبصرات پیش کیے ہیں بلکہ ان کی نعت گوئی کی انفرادیت کے متعلق بھی متوازن رائے پیش کی ہے۔ ان کے مطابق خورشید رضوی کی نعت رواں، شستہ اور کوثر و تسنیم میں ڈھلی ہوئی ہے۔ دیباچہ نگار یوں رقم طراز ہے:

> ''ان تمام دو چار سال کے فرق سے چھوٹے اور بڑے احباب میں اس وقت سے آج تک واحد غیر متنازع اور سب کے لئے نمایاں طور پر مرنجاں مرنج، متوازن اور پسندیدہ شخصیت خورشید رضوی کی تھی اور آج تک ہے گزشتہ نصف صدی میں شعر و ادب میں نظریات کی کئی فطری اور مصنوعی خود ساختہ لہریں اٹھیں ---- جھوٹے سچے کئی گروپ اور حلقے بنے۔ موافقت اور مخاصمت کی ملی جلی فضاؤں اور طعن و غیبت کے حلقہ جاتی ماحول میں جو شخصیت ہمیشہ غیر متنازع اور سب کے لئے پسندیدہ رہی وہ خورشید رضوی کی شخصیت رہی۔ جس طرح پانی ہمیشہ اپنی سطح ہموار رکھتا ہے اس طرح خورشید کے تعلقات کی روشن سطح اپنے پرائے، علمی، کم علمی، ادبی، نیم ادبی، گروپوں، حلقوں، رسالوں، شعروں، رویّوں میں۔ کیسی بھی تقسیم کرتے جائیں۔ سب کے لئے نہ صرف ہمیشہ قابل قبول، محترم بلکہ واجب الاحترام ذات خورشید رضوی کی رہی۔ یہ وجوب بھی وقتی اور خود ساختہ نہیں فطری، حقیقی اور خداداد ہے۔''(۱)

''نسبتیں'' ایک فکر انگیز اور حیرت آثار تخلیقی مراحل سے گزرنے والی نعت کا مجموعہ ہے۔ نعت گوئی محض ایک شعری تجربہ ہی کا نام نہیں ہے بلکہ ایک جذباتی وابستگی کا نام بھی ہے۔ نعت میں خورشید رضوی متفرق موضوعات پر طرزِ اظہار میں ادب و آداب کا بدرجۂ اتم خیال رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں دیباچہ نگار نے خورشید رضوی کے جو متفرق اشعار پیش کیے ہیں، ان کو ایک نظر دیکھنے سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ دیباچہ نگار کا حسنِ انتخاب کس قدر بلند اور اس کی تحقیقی رائے کس قدر متوازن اور مدلل ہے۔ چند مثالیں قابلِ ملاحظہ ہیں:

بادشاہا! ترے دروازے پر آیا ہے فقیر
چند آنسو ہیں کہ سوغات میں لایا ہے فقیر(۲)

وہ جس سے مری آنکھ ہے بینا، ہے مدینہ

وہ جس سے منور مرا سینہ، ہے مدینہ (۳)
حمد سے نکلا ہوا نام محمد احمد
وِرد اس نام کا کیا خوب ہے 'احمد احمد(۴)

خورشید رضوی کی نعت کا فنی تخصص اور شعری جمالیات کا راز ان کی چھوٹی اور مترنم و رواں بحور کا انتخاب ہے۔ جن میں ان کا فنِ شعر اور زیادہ نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔ مزید بر آں کسی تکلف بھرے انداز میں نعت کہنے کے بجائے "نسبتیں" میں انہوں نے سادہ اور سلیس اندازِ بیان اختیار کیا ہے۔ اس سلسلے میں خورشید رضوی کی ایک نعتیہ نظم قابلِ التفات ہے۔ نمونے کے چند شعر ملاحظہ ہوں:

یہ درو بام و گُنبدِ و محراب
سر بسر ہیں مِری نظر کا حجاب
کاش پھر سے وہی مدینہ ہو
پھر وہی شہر پُر سکینہ ہو
کچی گلیاں ہو، کچّی دیواریں
اور کھجوروں کے شاخچوں کی چھتیں
کُو بہ کُو نقشِ پائے احمدؐ ہو
سُو بہ سُو خوشبوئے محمدؐ ہو(۵)

ڈاکٹر خورشید رضوی کے نعتیہ مجموعے "نسبتیں" کی انھی خوبیوں کی طرف کس قدر ایجاز و اختصار کے ساتھ فنی و فکری تجزیہ پیش کیا ہے کہ ان کی رائے پڑھ لینے کے بعد جب قاری خورشید رضوی کے اشعار پڑھتا ہے، تو اسے دیباچہ نگار کی رائے اور شاعر کے کلام میں کسی بے جا ستائش کا شائبہ تک نہیں ہوتا بلکہ ایک سبک اور میانہ رو انداز میں کیا گیا تبصرہ معلوم ہوتا ہے۔ بعض دیباچہ نگار اپنے ممدوح کی ستائش و تعریف میں کلام میں وہ خوبیاں بھی بر آمد کر لیتے ہیں جو سرے سے موجود ہی نہیں ہوتیں، لیکن ریاض مجید ایسا کرنے کے بجائے ایک متوازن اور معتدل انداز اختیار کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ لفظی کفایت شعاری سے کام لیا ہے، ملاحظہ ہو:

"میں نے اس نظم پر بیسوؤں بار غور کیا اور اس کی محاکاتی پُر کاری اور موثر بیانی سے محظوظ ہوا اِس نعت نظم کا اسلوب ایک نصاب آثار معیار لئے ہوئے ہے اگر انٹر میڈیٹ اور بی اے کے اردو نصابات کیلئے کوئی ایسا نعت پارہ منتخب کرنا ہو جس میں فکری اور فنی حوالوں سے شعری لوازمات اور تخلیقی عناصر موجود ہوں تو بہ آسانی اس نعت کا انتخاب کیا جا سکتا ہے اس کا حجم 'اشعار کی تعداد اس

میں موجود محاکات اور دوسرے فنی محاسن جو تخلیقی شاعری کا حسن شمار ہوتے ہیں نہ صرف قرینے
سے موجود ہیں بلکہ پر گداز اور موثر سادگی کے ساتھ شامل اظہار ہوئے ہیں۔"(٦)

"نعتیہ دیباچے" میں ایک اور دیباچہ ع س مسلمؔ کے نعتیہ کلام پر ہے جو انتہائی مبسوط اور مدلل انداز کا حامل دیباچہ ہے۔ یہ دیباچہ ان کی کتاب "اسمائے رسولِ مقبول" میں شامل کیا گیا ہے۔ اسمائے رسولؐ کے متعلق دیباچہ نگار نے قرآنی حوالے دیتے ہوئے بڑے مدلل انداز میں بحث کی ہے۔ یہ دیباچہ ایک طویل تحقیقی مضمون کی حیثیت اختیار کیے ہوئے جو کہ اکتیس صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ع س مسلم کا تعلق نعت گوؤں کے ان قبیلے سے ہے جن کا تبحرِ علمی ان کے وجدان پر حاوی نہیں ہوتا اور جذبات تعقل کو ماؤف نہیں کرتے بلکہ ان کے ہاں نعت نگاری میں بھی جذبات، علم اور تعقل کے مابین توازن اور اعتدال قائم رہتا ہے۔ ان کی ضخیم کتاب "اسماء النبیؐ۔۔۔ پیراہنِ شعر میں" اور "اسماء النبیؐ۔۔ صدفِ ضمائر میں" کے ناموں سے شائع ہو چکی ہیں۔ ان کتب میں بھی آپؐ کے اسمائے مبارک کو جمع کیا گیا ہے۔ ان کے نعتیہ کلام کا دورانیہ قریباً نصف صدی تک محیط ہے۔ ان کے نعتیہ کلام کا جائزہ لیا جائے تو حضورؐ کے صفاتی ناموں کی تعداد ہزاروں میں جا پہنچتی ہے۔ اسمائے ضمائر کے حوالے سے صفات کی نشاندہی لاکھوں دلا آویزیاں لیے ہوئے ہے۔ ان کا مجموعۂ نعت "اسمائے رسولِ مقبولؐ" اردو نعت گوئی کی تاریخ میں اپنے موضوع کے لحاظ سے انتہائی منفرد نظر آتا ہے۔ ان کے ہاں اسمائے رسولؐ کی نعت میں استعمال پر دیباچہ نگار نے یوں روشنی ڈالی ہے:

"اس کی صداقت کا یقین ع س مسلمؔ کے نعتیہ کلام کے مطالعے سے ہوتا ہے۔ نعت بہ نعت اور کتاب بہ کتاب اُن کے ہاں اسمائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کا ایک بڑا وقیع اور مبارک ذخیرہ ازخود وضع ہو گیا ہے۔ وضع کے اس تخلیقی عمل میں (یہاں مَیں 'وضع' اور 'تخلیق' کی دلالتِ وضعی کی باریکیوں کو ملحوظ رکھ کر بات کر رہا ہوں) ازخود ایک ایسی ہنر کاری کا ظہور ملتا ہے جو کسی باضابطہ پلاننگ سے ممکن ہی نہیں۔ واردات و کیفیات کے اظہار اور عروض و آہنگ کے مابین کبھی کبھار جو دلآویز خلا پیدا ہو جاتے ہیں انہیں بہ آسانی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اسمائے مبارکہ سے پُر کیا جا سکتا ہے کہ آپؐ کے اسما مختلف اوزان میں دستیاب ہیں۔ سہ حرفی، چہار حرفی، پانچ حرفی اور تراکیب کے ساتھ سات، آٹھ، دس لفظی تک --- جیسے شَہ، شاہ، شہنشاہ اور پھر اُن کے ساتھ حرم، طیبہ، مدینہ، دوجہاں، کونین اور سینکڑوں نہیں ہزاروں اور الفاظ جن کا قرینے کے ساتھ شمول، نعت کے معنوی آفاق کو پھیلانے کا سبب بھی بنتا ہے اور اس کے اظہار کی تاثیر میں اضافہ بھی کرتا ہے۔"(٧)

ع س مسلمؔ کے نعتیہ کلام کے متعلق ڈاکٹر ریاض مجید نے کسی طے شدہ منصوبے کے تحت اپنے علمی تبصروں کو مجتمع نہیں کیا بلکہ اس دیباچے میں تقدیسی ادب پر تنقید کے حوالے سے ایک فطری اور جذبی کم و کیف کا احساس دلایا ہے۔ دیباچے میں اسماء کے استعمال کے

فنی رموز کا خوبصورت قرینے سے بیان ہے اور یہاں دیباچہ نگار کی نثر حسنِ خوبی کی عکاس ہے جس میں کسی بے جا قسم کے رکھ رکھاؤ کی گنجائش نہیں ہے بلکہ صدقِ مودت کے ساتھ ساتھ صدقِ بیان بھی موجود ہے۔ دیگر دیباچوں میں توصیف تبسم کے مجموعہ کلام "سلسبیل" کا دیباچہ ہے۔ یہ مجموعہ نعت اردو نعت نگاری کے تسلسل میں ایک خوبصورت اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔ توصیف تبسم کے ہاں مدھم شعری سُر تال ہیں۔ ان سُر تالوں میں ان کے ہاں غنایت اور موسیقیت کا عنصر نمایاں ہو جاتا ہے۔ یہ خصوصیت ان کی غزلوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس مجموعہ کلام میں نعات کے علاوہ مناقبِ اہل البیتؑ و مناقبِ صحابہ کرامؓ بھی موجود ہیں۔ دیباچہ نگار نے "سلسبیل" کے متعلق لکھا ہے کہ وہ آپ اپنا تخلیقی جواز فراہم کرتا ہے اور ہمہ قسم کی سماعتوں کو اپیل کرتا ہے۔ دیباچہ نگار نے اس کے اندازِ نعت اور محسناتِ شعر کو خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس دیباچے کی انفرادیت یہ ہے کہ مصنف نے زبان و بیان کی انفرادیت اور علمی نثر کے معیار کو برقرار رکھا ہے۔

نعتیہ دیباچے میں ایک اور خوبصورت مجموعہ نعت "دبستانِ نو" شامل ہے جو ریاض حسین چودھری کا ہے۔ ریاض حسین چودھری کا تعلق نعت سے تین دہائیوں سے ہے اور وہ معاصر نعتیہ منظر نامے میں ایک اہم مقام رکھنے والے شاعر ہیں۔ "دبستانِ نو" میں تخلیق کے نت نئے مراحل سے دلبستگی اور وابستگی دکھائی دیتی ہے۔ ان کی شاعرانہ فطرت میں ثنائے خواجۂ یثربؐ ودیعت کر دی گئی ہے۔ یہ مجموعہ معرا حمد اور نعت پر مشتمل ہے۔ ان کی ان معرا حمد اور نعت کا بنیادی تخصص یہ ہے کہ نظموں کے آخر پر غزل کا ایک مطلع دے کر مرکزی خیال کا احسن انداز میں اختتام کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید نے اس سلسلے میں چودھری ریاض حسین کے "دبستانِ نو" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "ریاض حسین چودھری کی "دبستانِ نو" اردو نعتیہ نظموں کی روائت میں ایک اور طرح کی انفرادیت رکھتی ہے یہ انفرادیت نظم کے ہر بند کے آخر میں مطلع کی ہیئت کی شمولیت ہے۔ ریاض حسین چودھری نے 'دبستان نو' کی ترتیب میں جن عوامل کو پیش نظر رکھا ہے وہ کچھ یوں ہے:
>
> ۱۔ عقیدت نگاری (Devotional Poetry) کا یہ مجموعہ معرّا نظم پر مشتمل ہے۔
>
> ۲۔ یہ حمد و نعت کے مضامین پر جداگانہ بندوں کے نمونے لئے ہوئے ہے۔
>
> ۳۔ یہ مجموعہ اپنی معرّا نظموں کا اختتام غزل کے مطلع کے انداز میں (ہم قافیہ و ہم ردیف مصرعوں) پر کرتا ہے۔
>
> ۴۔ حمد اور نعت کے یہ ثناپارے مختلف بحروں میں ہیں۔
>
> ۵۔ ان کے عنوانات انہی نظموں کے مصرعوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔

۶۔ ہر حمد اور نعت کے مصرعوں کی تعداد یکساں نہیں ہر عقیدت نامے کی بحر کی طرح اس کی جسامت کم و بیش مصرعوں پر مشتمل ہے۔اس حوالے سے یہ مجموعہ ٔثنا ایک شاندار انفرادیت لئے ہوئے ہے۔اردو نعت کے عقیدتی اثاثے میں اس اعتبار سے یہ مجموعہ جداگانہ مفصّل مطالعے کا متقاضی ہے۔ شیفتگی اور جذبے کا وفور ’دبستانِ نو‘ کا تخصّص ہے۔اردو عقیدت نگاری کی تاریخ میں اس مجموعے کو ہمیشہ ایک یادگار حیثیت حاصل رہے گی چودھری صاحب کی نعت گوئی کا بڑا حصّہ ہم سب نعت کے شاعروں کی طرح غزل کی صنف میں کہی گئی نعتوں پر مشتمل ہے غزل کی ترتیب اور مقبولیت کے سبب ہر دورِ نعت میں اس صنف کا اتنی محبت،شدّت اور کثرت سے استعمال ہُوا ہے کہ کسی دوسری صنف شاعری میں اس کا دسواں حصّہ بلکہ عُشرِ عشیر بھی نہیں برتا گیا غزل کے علاوہ خصوصاً معرّا نظم میں ایسا ضخیم مجموعہ معاصر نعتیہ شاعری میں پہلی بار شائع ہو رہا ہے اس سے اردو نعت کے ہئیتی اور صنفی آفاق وسیع ہوئے ہیں۔معرّا نظم کی ہُیت میں لکھی گئی نعتیہ کتاب ’دبستان نو‘ کا اگر بہ نظرِ غائر مطالعہ کریں تو اندازہ ہو گا کہ یہ نظمیں ایک باطنی سلسلے میں مؤثر وحدت کی طرح آپس میں جڑی ہوئی ہیں انگریزی میں طویل نظموں کے مختلف کینٹوز (Cantos) کی طرح یہ سب نظمیں ایک نظم لگتی ہیں۔ ایک بڑی ذاتی عقیدت اور عصری آشوب میں مرتّب واحدت اور Mozaic سٹائل میں اس کی ہر نظم ایک بند / ستانزے یا جُز کی طرح ہے(ستانزے کا لفظ میں نے جیلانی کامران کی پہلی کتاب ’استانزے‘ سے لیا ہے جس میں کئی نظمیں مل کر ایک نظم بنتی ہیں ان کی جداگانہ عنوانات کی جگہ جیلانی صاحب نے انہیں ایک دو اور تین نمبر دیئے ہیں)۔شناخت اور علاحدہ پہچان کے لئے ’دبستانِ نو‘ کے حمدیہ اور نعتیہ حصّے معنوی طور پر ایک وحدت میں پروئے ہوئے ہیں اگر ان کے الگ الگ عنوانات نہ ہوں تو حمد اور نعت کے حصّہ کو الگ الگ طویل نظموں کے طور پر بھی پڑھا جا سکتا ہے جیسا کہ پہلے نشاندہی کی گئی ہے کہ طویل یا یک کتابی نظموں کا ایک بحر میں ہونا ضروری نہیں عمیق حنفی کی طویل نعتیہ نظم ’صلصلۃ الجرس‘ کئی بحروں اور آہنگوں میں ہے اس کے کئی اجزا ہیں چودھری صاحب کی ’دبستان نو‘ کی عقیدت نگاری بھی مختلف بحروں میں ہے طویل نظموں میں آہنگ کا تنوع تاثر کو بڑھاتا ہے اور قاری آہنگوں کی رنگارنگی سے محظوظ ہوتا ہے۔“(۸)

اس دیباچے کے اسلوب بیان اور زبان و بیان کو دیکھا جائے تو یہ حیرت آثار طور پر نادر الوجود بازیافتوں کا ایک سلسلہ ہے کیونکہ ریاض مجید نے نئی زمینوں،استعارات و تلمیحات اور مختلف صنائع کو بازیافت کیا ہے۔بلاشبہ جس اجتہاد سے شاعر نے نئی زمینیں نکالیں بالکل

اسی اجتہاد سے دیباچہ نگار نے انھیں دریافت کر کے ان پر اپنی رائے پیش کی۔ یہ دیباچہ موضوعاتی ندرت کاری کا عمدہ نمونہ ہے۔ایک اور دیباچہ سید شاکر القادری کے نعتیہ مجموعہ "چراغ" کا ہے۔اس کے متعلق ڈاکٹر ریاض مجید رقم طراز ہیں:

"سیّد شاکر القادری چستی نظامی 'فروغِ نعت' کے مدیر ہی نہیں صاحب طرزِ نعت گو شاعر بھی ہیں 'چراغ' ان کا نعتیہ مجموعہ ہے جس پر گفتگو سے پہلے تمہیدی طور پر کچھ باتیں صنفِ نعت کی رفتار کے حوالے سے بھی ہو گئیں شاکر نظامی اس رفتارِ کار سے نہ صرف یہ کہ واقف ہیں بلکہ خود اس کارواں نعت کا ایک اہم حصہ بھی ہیں نعت کے باب میں ان کا اسلوبِ فکر دوسرے شاعروں سے مختلف ہے فنی طور پر ان کی نعت گوئی غزل کی ہیئت میں ظہور پذیر ہوئی لہٰذا ان کی نعت کے مطالعہ میں پہلی توجہ ان کے ذریعۂ اظہار ہی کی طرف جاتی ہے یہ اظہار غزل کی اس کلاسیکی شائستگی کی بنیادوں پر استوار ہے جس کی جڑیں ہماری فارسی شاعری سے ملی ہوئی ہیں غزل کے علائم ورموز جب نعتیہ وفور سے آمیز ہوتے ہیں تو شعروں میں وقار آفرینی اور تاثیر نمایاں ہوتی ہے۔"(۹)

یہاں انھوں نے فنی سطوح پر شاکر القادری کی نعات کا اجمالی جائزہ پیش کیا ہے۔دیباچہ نگار نے اپنے ذوق وشوق کو روایتی بھیڑ اور انبوہ سے ہٹ کر پیش کیا ہے اور اسی ایکتا اور انہاک کا رنگ جس طرح شاعر کے کلام میں ہے، بالکل اسی طرح سے اس دیباچے میں بھی موجود ہے۔فکری وفنی حوالوں سے انتہائی جامعیت کے ساتھ دیباچہ نگار نے اپنے متبصرات کو پیش کیا ہے۔

تابش الوری کا نعتیہ مجموعہ "جگمگ جگمگ" کا دیباچہ بلا عنوان ان دیباچوں میں شامل ہے۔تابش الوری کے پہلے نعتیہ مجموعے "سرکارِ دوعالم ﷺ" کا تخصص یہ ہے کہ وہ غیر منقوط نعتیہ کلام ہے۔اس مجموعے میں بھی انہوں نے بعض غیر منقوط نعت کو شامل کیا ہے۔بہر کیف لوح سے تمت تک تابش الوری کی ثروت مند عقیدت مندی کا ثبوت ہے۔تابش الوری کی نعت نگاری میں اہتمامِ محبت ومؤدت کے متعلق ڈاکٹر ریاض مجید یوں رقم طراز ہیں:

"تابش الوری کا کلام زبان وبیان کی شائستگی کا مظہر ہے نعتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نعت نگار سے جس قرینے کی متقاضی ہوتی ہے وہ قرینہ اللہ تعالیٰ نے تابش کو ودیعت کیا ہُوا ہے زندگی کرنے کے روّیوں سے ان کی نعت نگاری تک میں یہ قرینہ اور شائستگی قدم قدم اُن کے ساتھ ہے ان کی نعت گوئی میں اس کا ظہور ہمہ پہلو ہے ان کے نعتیہ کلام میں لفظوں کے انتخاب سے نعتوں کی زمینوں اور ردائف وقوافی کے انتخاب تک میں یہ شائستگی کارفرما ہے نعت کی صنف کے مقتضیات میں یہ شائستگی اس احترام وادب کا فطری لازمہ ہے جو ہر نعت گو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والاتبار سے رکھتا ہے تابش کی ذات اور ان کے کلام میں یہ لازمہ ان کی نسبت اور تربیت

دونوں حوالوں سے ایک جذبۂ محرّکہ کی طرح بروئے کار نظر آتا ہے نعت کے معاصر نامے میں ان کی نعت گوئی کا اعتبار اور افتخار اسی سبب ہے۔"(۱۰)

زبان و بیان کے لحاظ سے یہ دیباچہ شائستہ روی اور تہذیبِ حرف و معنی کا حامل ہے۔ یہ دیباچہ کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ فکری و موضوعاتی پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ دیگر دیباچوں میں اکرم باجوہ کے نعتیہ مجموعے "قلم سے روشنی پھوٹے" کا دیباچہ شامل ہے۔ ریاض مجید نے آغاز میں ہی ان کے مجموعہ کلام کا محاکمہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اکرم باجوہ کے نعتیہ مجموعہ 'قلم سے روشنی پھوٹے' کا نام جہاں حقیقتِ حال کا اظہار ہے وہاں دعائیہ کیفیات بھی لئے ہوئے ہے نعتیہ شاعروں کے لئے غزل 'لا' کی وہ راہ ہے جس سے وہ 'الّا اللہ' کی غزل میں داخل ہوتے ہیں اس منزل میں داخلے کے وقت اُن کا رختِ سفر تو وہی دیتا ہے مگر نیت و کیفیت سفر بدل جاتی ہے آج کی نعت نے غزل کی صنف کو اس کی جملہ فنّی خصوصیات اور صنفی اوصاف کے ساتھ قبول کیا ہے قریباً ایک ہزار سال کی فارسی اور اردو روایتِ غزل جب 'نعت' آشنا ہوئی تو اپنے لوازمات، علائم و رموز اور سالیب بیاں کا سرمایہ بھی ساتھ لائی اگرچہ نعت کا موضوع رباعی، قطعہ، مسدّس، مثنوی اور دیگر اصنافِ سخن میں بھی اظہار پذیر ہوا ہے مگر اس کا سب سے زیادہ پُر تاثیر اظہار غزل کی صنف میں ہے۔"(۱۱)

یعنی اکرم باجوہ کا بنیادی تخلیقی کام غزل کے کینوس کو وسیع تر کرتے ہوئے غزل کے محاسنِ فن کو نعت کے محسناتِ شعری سے فن آمیز کرنا ہے اور یہ کام انہوں نے بخوبی سرانجام دیا ہے۔ یہ دیباچہ شاعر کے کلام کو غزل کے روایتی کینوس میں رکھ کر فریم کیا گیا ہے کہ اس سے ماضی و استقبال ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اردو نعت گو خواتین کے نعتیہ مجموعوں پر بھی ریاض مجید نے مدلل انداز میں دیباچے تحریر کیے ہیں۔ "نعتیہ دیباچے" میں شاہدہ لطیف کے مجموعہ نعت "نگاہِ مصطفیؐ" پر بھی دیباچہ لکھا گیا ہے۔ عقیدت و جاں سپاری کے جذبات ہر نعت نگار کے کلام کی جان ہوتے ہیں۔ عشقِ رسولؐ میں ڈوب کر نعت کہنے والے اپنا الگ مقام بناتے ہیں۔ وفورِ جذبات سے پیمانہ جب لبریز ہوتا ہے تو نعت ہوتی ہے۔ اس عمل کا مشاہدہ "نگاہِ مصطفیؐ" میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ دیباچہ نگار نے بڑے انہماک اور باریک بینی کے ساتھ شاہدہ لطیف کے نعتیہ کلام کا جائزہ لیا ہے:

"شاہدہ لطیف کا رنگِ نعت عام شاعرات سے کچھ مختلف ہے اس کی انفرادیت کا ایک تعلق ان نعتیہ زمینوں سے ہے جو شاہدہ لطیف کی نعتوں میں ندرت، شیفتگی اور والہانہ پن کی حامل ہیں شعریات سے منسلک لوگوں کو بخوبی علم ہے کہ جذب و محویت کی ساعتوں میں بعض ایسے مصرعے ذہن میں آجاتے ہیں جو اظہار کے امکانات سے نہ صرف لبریز ہوتے ہیں بلکہ ندرت بھی رکھتے ہیں شاعر کی انفرادیت کا بڑا حصہ شعری زمینوں کی اسی ندرت سے جڑا ہوتا ہے۔ اِس حوالے سے شاہدہ کی نعت

گوئی کا انداز کچھ مختلف ہے اُس کی انفرادیت کا ایک تعلق اُس فضا سے بھی ہے جو انہوں نے ان زمینوں سے تشکیل دی ہیں۔"(۱۲)

اس دیباچے میں ہیئت اور شعری اصناف کی بو قلمونی اور تنوع کو قابلِ قدر انداز میں بیان کر دیا گیا ہے۔دیباچہ نگار نے موضوعاتی وسعت اور فنی پختگی کو سراہاہے۔اسی طرح "زہے مقدر "نورین طلعت عروبہ کا نعتیہ مجموعہ جس کا دیباچہ ڈاکٹر ریاض مجید نے تحریر کیاہے۔مضامین کے انتخاب، فکری ترسیل اور ابلاغ میں جذبہ اور خیال کو باہم مربوط کرنے کے عمل کو دیباچہ نگارنے خوب دریافت کیاہے۔اسی طرح دیگر دیباچوں میں "عطائے شہہِ کوثرؐ"کا دیباچہ بھی اہم ہے جو کہ اختر سدیدی کا مجموعہ نعت ہے۔

نعت گوئی میں جو سب سے زیادہ نبھائے جانے والے مضامین ہیں ان میں کمالِ محمدؐ،جمال محمدؐ،سیر تِ محمدؐ،صورتِ محمدؐ،شفاعتِ محمدؐ،رحمتِ محمدؐاور عنایات واخلاقِ محمدؐمیں شامل ہیں جو عموماً نعت گو شعرا کے ہاں بکثرت پائے جاتے ہیں لیکن ایسی نعات بہت کم ہیں جن میں حضورؐ کے پیغام اور آپ کے افکار کو بلاواسطہ نعت میں پیش کیا گیاہو۔ڈاکٹر ریاض مجید نے اس دیباچے میں اختر سدیدی کی نعتوں کے اسی پہلو کو دریافت کیاہے۔

حوالہ جات

۱۔خورشید رضوی،ڈاکٹر:"نسبتیں"،انٹر نیشنل نعت مرکز،لاہور۲۰۱۵ء،ص۱۵

۲۔ایضاً،ص۳۹

۳۔ایضاً،ص۴۱

۴۔ایضاً،ص۴۲

۵۔ایضاً،ص۵۶

۶۔ایضاً،ص۲۱

۷۔ریاض مجید،ڈاکٹر:"نعتیہ دیباچے"قرطاس پبلی کیشنز،فیصل آباد،۲۰۲۰ء،ص۳۲

۸۔ریاض حسین چودھری:"دبستانِ نو"القمر انٹر پرائزز،لاہور،۲۰۱۶ء،ص۴

۹۔شاکر القادری:"چراغ"اکادمی فروغِ نعت،اٹک،۲۰۱۶ء،ص۱۵

۱۰۔تابش الوری:"جگمگ جگمگ"شرکت پریس،لاہور،۲۰۲۱ء،ص۱۰

۱۱۔اکرم باجوہ:"قلم سے روشنی پھوٹے"شعبہ اردو رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی،فیصل آباد،باردوم۲۰۱۶ء،ص۹

۱۲۔شاہدہ لطیف:"نگاہِ مصطفیؐ"،ماوراپبلشرز،لاہور،۲۰۱۷ء،ص۱۱